عظمت و ناموس مصطفیٰ کریم ﷺ کے حوالہ سے دلائل و براھین پر مشتمل
اپنی نوعیت کی منفرد و بے نظیر تصنیف لطیف

اِجلالُ الیَقِین بتقدیسِ سیّدِ المُرسلِین

المعروف

ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مُصنّف
خلیفۂ اعلیٰ حضرت
فاضل اجل علامہ عبدالباقی محمد برہان الحق قادری جبلپوری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ شمس و قمر
جامعہ حنفیہ غوثیہ۔ بھائی چوک لاہور
0345-4666768,0322-4973954

نام کتابچہ ...... خلفائے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ
مصنف ...... فاضل اجل مولانا عبد الباقی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری
باہتمام ...... علامہ صاحبزادہ محمد طاہر شہزاد سیالوی
نظر ثانی ...... علامہ محمد شہزاد ہاشمی، مولانا محمد حبیب سعیدی
قاری محمد طاہر عزیز باروی، حافظ محمد عدنان عطاری
کمپوزنگ ...... شمس و قمر کمپوزنگ سنٹر
ناشر ...... مکتبہ شمس و قمر، جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور
صفحات ۴۸
سن اشاعت ...... رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ / اگست ۲۰۱۱ء
قیمت ...... 40 روپے

ملنے کے پتے:

- مکتبہ شمس و قمر، جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور
  0322-4973954 0345-4666768
- مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور
- شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور
- نظامیہ کتاب گھر، زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور
- مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ لاہور
- زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ لاہور

تقریظ اطہر و اقدس

فرید الدهر وحید العصر بقیة السلف حجة الخلف تاج المحققین سراج المدققین شیخ الاسلام والمسلمین خاتمة الفقهاء والمحدثین سلطان العلماء المتبحرین برهان الفضلاء المتصدرین بحر العلوم کاشف السر المکتوم زین العرب و العجم مفیض الکمالات الربانیة علی العالم اعلیٰحضرت امام اهل السنة صاحب الحجة القاهرة محی الدین والملة الطاهرة مجدد المأة الحاضرة سیدنا و سندنا و شیخنا و استاذنا العلامة الکبیر و البدر المنیر مولٰینا المفتی **الشاه احمد رضا خاں** صاحب ادام الله تعالٰی سلامته و افاض علی العٰلمین بره و کرامته۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم۔

الحمد للہ! فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف و ترصیف نظیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا۔ مولیٰ عزوجل اس کے مؤلف سعید حمید رشید فرزند دلبند سعادت مند مولانا

مولوی برہان الحق جعله الله تعالیٰ کاسمه دلیل الصدق و برهان الحق کو دارین میں مدارج عالیہ و معارج جلیلہ کرامت فرمائے۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد عمدۃ العلماء، زبدۃ الفضلاء، حامی السنن، ماحی الفتن، حسنۃ الزمن، زینۃ الایام، مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمه السلام و ادام فیضه الی یوم القیام کی برکات ہیں۔

۶ و حسن نبات الارض من کرم البذر

غفر الله تعالیٰ لی و لهما و لجمیع اخواننا اهل السنة و وقانا جمیعا برحمته من کل فتنة و محنة بجاه سید الانس و الجنة علیه و علی آله و صحبه و ابنه و حزبه الصلاة والسلام علی مر اللیالی و الایام۔ آمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

منظوم تقریظ

احمد الله خالق النسم
ذارء اللوح بارع القلم

و اصلی علی الحبیب له
اعلم الخلق خیر کلهم

و علی آله و اصحابه
ما تم السحاب بالدیم

غب هذا شمت فتواکم
فالجواب الجواب بالحکم

برهن الحق فیه یا برهان
فسماه للاسمك کسمی

فقیر محمد المعروف بحامد رضا القادری
کان الله تعالیٰ له

تاثراتِ جمیل

مفتی محمد رمضان سیالوی

خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ "اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین" مولانا عبدالباقی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف ہے۔ یہ رسالہ دراصل ضلع سیتاپور کے سید ارتضا حسین قادری برکاتی کے ایک استفتاء کا جواب ہے جو نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ الفاظ کے حکم اور قائلین کی توبہ، تجدید نکاح، وراثت، فسخ نکاح اور ان کے ہاتھ کے ذبیحہ کے حکم پر مشتمل ہے۔

رسالہ کیا ہی؟ عظمت وشان مصطفیٰ کریم ﷺ کے بیان کا عظیم گلدستہ ہے جو دلائل و براہین اور بیانِ محبت و عشق مصطفیٰ ﷺ کے رنگا رنگ پھولوں سے سجا ہے۔

رسالہ کے مصنف اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ رحمۃ الباری کے خلیفہ ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کا بیان اور ناموسِ رسالت کا تحفظ "اعلیٰ حضرت اور آپ کے خلفاء کی بنیادی پہچان ہے" اور یہی سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کا مسلک و مشرب ہے۔

اس رسالے کی اشاعت کی سعادت اہلسنت و جماعت کے ایک نوخیز "مکتبہ شمس وقمر" جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی گیٹ لاہور کو حاصل ہو رہی ہے جو مکتبہ اور اس

کے معاونین واراکین کے لیے اعزاز کی بات ہے۔

مخدومِ اہلسنت حضرت مولانا قاری محمد عارف سیالوی زید مجدہ، ان کے فرزندار جمند حضرت مولانا محمد طاہر شہزاد سیالوی صاحب زید مجدہ اور مجاہد کارکن مولانا محمد کاشف جمیل صاحب مکتبہ شمس وقمر کے قیام اور اس عظیم الشان رسالہ کی اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اللہ کریم اس مکتبہ کو اسم بامسمّٰی اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ، شانِ صحابہ واہل بیت واولیائے کرام کا امین بنائے۔ آمین ثم آمین

(مفتی) محمد رمضان سیالوی
خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ
٦ رمضان المبارک ١٤٣٢ھ

مقدمہ

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ہر قوم اپنے مستقبل کو تابناک اور روشن بنانے کے لیے ماضی کے جھروکوں میں جھانک کر اپنی داستانِ عروج وزوال کی ورق گردانی کر کے مستقبل کے لیے نہ صرف خدوخال وضع کرتی ہے بلکہ انہیں عملاً اپنے اوپر نافذ بھی کرتی ہے۔ جب ہم امتِ مسلمہ کا بنظرِ عمیق مطالعہ کرتے ہیں تو یہ عجیب بات ہے کہ ہمیں ایک بنیادی واساسی نکتہ ہی اس کے عروج وزوال میں نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ نکتہ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے ربط وتعلق ہے جب یہ تعلق اسوۂ صدیقی وبلالی کی صورت میں استوار ہوتا ہے تو امت کے عروج وارتقاء کا نکتۂ اول بن جاتا ہے۔ مگر جب بدقسمتی سے طاغوتی وابلیسی قوتوں کی اثر پذیری سے اس تعلق میں ضعف اور کمی کے آثار پیدا ہوتے ہیں اور یہ کسی سطح پر بولہبی وبوجہلی صورت میں نمایاں ہوتا ہے تو یہی امتِ مسلمہ کی پستی وزوال کا سب سے بڑا سبب بن جاتا ہے۔

بلاشبہ ایک اُمتی کا اپنے نبی کے ساتھ تعلق ہر قسم کے خونی، جانی، مالی، حسبی، نسبی تعلقات سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ انسان اپنی جان ومال، اولاد واقرباء، جاہ ومنصب اور اپنی عزت وناموس کے تحفظ کی خاطر سب کچھ قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا باوجودیکہ یہ اس کے مادی بقائے تعلق کی یک جہتی تصویر ہے۔

ذرا اندازہ کیجئے! جہاں اس کا تعلق یک جہتی نہیں بلکہ ہمہ جہتی تعلق ہے، جزوی نہیں بلکہ ہمہ پہلو ہے۔ خاص فرد کا انفرادی نہیں بلکہ ہر فرد کا اجتماعی تعلق ہے جو نہ صرف مادی بلکہ روحانی وقلبی بھی ہے اور سب سے بڑھ کر ایمانی وعرفانی بھی ہے، اس

تعلق کی حرمت وناموس کے تحفظ کے لیے اپنا سب کچھ لٹانے میں کیسے پیچھے رہ سکتا ہے؟

یہی وجہ ہے کہ عام آدمی کی عزت وناموس پر حملے سے محدود قریبی حلقہ اور فردِ خاص ہی متاثر ہوتا ہے جبکہ اللہ کے نبی کی عزت پر حملے سے اور شانِ اقدس میں ادنیٰ سی گستاخی وبےادبی اور اہانت وتحقیر سے ایک یا چند افراد نہیں بلکہ عالمِ اسلام اور ہر امتی، چاہے وہ کہیں بھی ہو وہ متاثر ہوتا ہے پھر نہ صرف جذبات مجروح ہوتے ہیں بلکہ انتقام کا جذبہ بھی فروغ پاتا ہے۔ صرف اس لیے کہ یہاں معاملہ دین وایمان کی اساس وبنیاد کے قیام واستحکام کا ہے، سو ہر کوئی ناموسِ رسالت کے تحفظ کی خاطر کٹ مرتا ہے۔ جان کو ہتھیلی پر رکھ کر گستاخِ رسول کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا نہ صرف عزم صمیم کرتا ہے بلکہ عملاً ایسا کر بھی دکھاتا ہے۔ اسی جذبے اور طرزِ عمل سے ہی دین وایمان کی عمارت کا قیام ودوام ہے اور یہی شعارِ مسلمانی ہے۔ اسی لیے ہر کوئی جانتا ہے کہ

آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ است

حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی وبےادبی، اہانت وتحقیر کرنے والا خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، قرآن کے اس حکم ملعونین اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلاً ۔۔۔۔۔۔ کے مطابق بطور حد واجب القتل ہے۔ دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی عدالت، سربراہِ حکومت، قاضی اور حاکمِ وقت سوئی کی نوک کے برابر بھی اس سزا میں نہ تبدیلی کر سکتا ہے اور نہ ترمیم وتخفیف۔

الختصر! قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہوئی ہماری ذمہ داری میں یہ بات شامل ہے کہ شانِ رسالت مآب ﷺ میں اشارتاً، کنایتاً، ارادی طور پر یا غیر ارادی

طور پر، نیتاً یا بغیر نیت کے، بالواسطہ یا بلا واسطہ کسی بھی صورت میں ادنیٰ سی گستاخی و بے ادبی، اہانت وتحقیر کا ارتکاب کرنے والا بطور حد واجب القتل ہے۔حتیٰ کہ اسے توبہ کا موقع بھی نہ دیا جائے۔

جو لوگ عزت وحرمتِ رسول اور ناموسِ رسالت کے قانون میں اگر تخفیف کرنے کا سوچیں بھی تو ان لوگوں کا صفحۂ ہستی سے صفایا کر دیا جائے۔ان ظالموں کے لیے وطن کی زمین تنگ کر دی جائے۔

ہماری ذمہ داری ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہوئے شاتمانِ رسول جہاں بھی مل جائیں، انہیں گردن سے پکڑ کر ذلت کے ساتھ قتل کریں تا کہ ہمیشہ کے لیے گستاخِ رسول نشانۂ عبرت بن جائے اور زمین پر پھر رسول اکرم ﷺ کی گستاخی کی کوئی جرأت نہ کر سکے۔اور یہ قرآنی حکم ہے اب کون ہے جو اسے منسوخ کرنے کا، اس کو بدلنے کا، اس میں ترمیم وتخفیف کرنے یا اس کو غیر موثر بنانے کا سوچے؟ جس کسی نے بھی تحفظ ناموسِ رسالت کے قانون کو غیر موثر کرنے کی کوشش کی تو اللہ عزوجل اُس کو غیر موثر کر دے گا۔

اپنے اور غیر سب سن لیں! تحفظ ناموس رسالت کے مسئلے میں گستاخانِ رسول کی معذرت قبول کرنا بے حمیتی ہے، بے ضمیری ہے اور بے غیرتی ہے۔اس لیے کہ یہ محض جذباتی مسئلہ نہیں بلکہ اس پر دین کی بنیاد اور عمارت قائم ہے!

یاد رکھو! وہ قوم، وہ معاشرہ، وہ سلطنت جو اپنے رسول کی عزت وحرمت اور ناموس کا تحفظ نہیں کر سکتی، اس قوم کو زمین پر زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ------

فاضل اجل مولانا عبدالباقی محمد برہان الحق صاحب رضوی جبلپوری رحمۃ اللہ علیہ کا زیرِ نظر کتابچہ بنام "اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین ﷺ" ہمارے ایک مہربان مولانا محمد شہزاد ہاشمی لائبریرین جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی وساطت سے ہم تک پہنچا۔قبل ازیں یہ کتابچہ کلکتہ سے ۱۳۳۷ھ میں شائع ہوا تھا۔اس مختصر کتابچہ میں مصنف مذکور نے عظمت و ناموسِ رسالت، محبت و شانِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا انتہائی خوبصورت، مدلل اور جامع تذکرہ فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ گستاخانِ رسول کے عبرتناک انجام کے حوالہ سے بھی اکابرین کی کتب کے حوالہ جات سے مزین پرمغز گفتگو فرمائی ہے۔اور یقیناً اس کتابچہ کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کسی بھی بندۂ مومن کے لیے نبی کریم ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم وتوقیر ہر عمل سے بڑھ کر عزیز اور محبوب تر ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

الحمدللہ! مکتبہ شمس وقمر بھاٹی گیٹ لاہور اس کتابچہ کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔اور اس امید اور یقین کے ساتھ کہ یہ ہماری دنیوی واخروی فلاح و کامیابی کا وسیلہ بنے گا۔

آخر میں، میں ہدیۂ تبریک پیش کرنا چاہتا ہوں ہمارے اس ادارہ (مکتبہ شمس وقمر) کے چیئرمین استاذ العلماء علامہ صاحبزادہ محمد طاہر شہزاد سیالوی صاحب کو کہ جن کی پرخلوص مساعی اور جدوجہد کی بدولت آج یہ کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ کریم ان کے علم وعمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور ان کے ارادوں، سوچ کو مزید جلا بخشے اور استقامت عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم الامین

اس کے ساتھ ہی میں شکر گزار ہوں کہ اپنے ان احباب کا بھی کہ جنہوں نے اس عظیم کتابچہ کی تیاری میں مفید مشاورت ، رہنمائی اور معاونت فرمائی' جن میں مولانا محمد صدیق سعیدی ، مولانا محمد حبیب احمد سعیدی، مولانا محمد طاہر عزیز باروی، پرخلوص نوجوان مولانا محمد ثاقب نواز ، محمد علی روحانی، حافظ محمد عدنان عطاری شامل ہیں۔اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

حافظ محمد کاشف جمیل
مینجنگ ڈائریکٹر مکتبہ شمس و قمر
۱۹ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

سوال:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسائلِ ذیل میں:

(۱) زید نے جس کو لوگ عالم جانتے ہیں اور عالم خیال کر کے وعظ کہلواتے ہیں اور وہ خود بھی اپنے آپ کو عالم کہتا ہے۔یہ الفاظ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں دورانِ وعظ جس میں دو سو سے زائد مسلمان موجود تھے، استعمال کیے (وہ یعنی سرکارِ دو عالم غریب و مسکین یتیم و بیچارے تھے، ان کو کچھ اختیار نہ تھا وہ اونٹوں کو چراتے تھے، اور اس کے ذریعے سے گذر اوقات کیا کرتے تھے)۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ایک شخص نے یہ بیان کیا تھا۔حضرت باری عز اسمہ و جلت قدرتہ نے حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کو ایسے وسیع اختیارات عطا فرمائے تھے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کا چھلا پہنایا۔اور یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

اِلْبَسْ اَكْسَاكَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

حالانکہ مردوں کو سونے کا استعمال حرام ہے۔اس شخص کی تقریر کے رَد میں زید نے یہ الفاظ شنیعہ جو اوپر ذکر کیے گئے ہیں، استعمال کیے تھے۔جب زید سے کہا گیا کہ ایسے الفاظ کا استعمال سرکار دو عالم ﷺ کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں نہایت بے ادبی

اور گستاخی ہے۔ ان الفاظ سے توبہ کرنا لازمی وضروری ہے۔ تو اس نے بجائے نادم ہونے اور انکار کرنے کے نہایت جسارت اور دلیری سے یہ کہا (تم لوگ میرے اِن الفاظ پر اعتراض کرتے ہو۔ حالانکہ حضرت باری عز اسمہ تو خود حضور کو قرآن شریف سورۃ والضحیٰ میں وَوَجَدَكَ ضَآلًّا یعنی گمراہ فرماتا ہے۔) العیاذ باللہ۔۔۔۔ ان الفاظ اور واقعات پر نظر کرتے ہوئے ہماری شریعتِ مطہرہ زید کی بابت کیا حکم فرماتی ہے؟

(۲) اکثر علماءِ کرام نے زید کے ان الفاظ اور اقوال پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ توبہ اور تجدیدِ ایمان و نکاح کا حکم فرمایا ہے۔ زید توبہ وغیرہ سے انکار کرتا ہے بلکہ اپنے انہیں الفاظِ شنیعہ اور اقوالِ باطلہ پر اڑا ہوا ہے۔ وہ لوگ جو اس کے مدد و معاون اور ان اقوال میں زید کے مؤید ہیں، ان کے لیے کیا حکم ہے؟ وہ بھی مثل زید کے کافر و مرتد ہیں یا نہیں؟ اور ان معاونین پر بھی توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم وضروری ہے یا نہیں؟ اور زید اور اس کے معاونین کی عورتوں کے واسطے شریعتِ مطہرہ کیا حکم فرماتی ہے؟ وہ عورتیں اور ان کے ورثاء قاضی کے یہاں فسخ نکاح کا دعویٰ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ قاضی جبراً نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ عورتیں مہر پانے کی مستحق ہیں یا نہیں؟

(۳) زید اور اس کے معاونین کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

بینوا وتوجروا

المستفتی:

فقیر سید ارتضاء حسین قادری برکاتی (علیہ الرحمۃ)

کوٹھی حضرت سید شاہ محمد صادق صاحب ضلع سیتاپور (ملک اودھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب اللّٰهم هداية الحق والصواب

الحمد لله الذی جعل نبیه صلی الله علیه وسلم مختار الکل و رحمة للعلمین و رزقنا ما نحتاج الیه بید القاسم الامین فصلی اللّٰه تعالٰی و سلم و بارك علی من هو اصل الوجود منه وجود کل الجود و به ظهور موجود سیدنا و مولٰنا محمد المصطفٰی المحمود و علٰی آله و صحبه و ابنه و حزبه اجمعین الٰی یوم الخلود۔

قال الله تبارك وتعالٰی :

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(سورۃ الانبیاء:۱۰۷)

بے شک ہم نے تمہیں تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ وہ رحمۃ للعالمین غریب نہیں، غریبوں کے ماویٰ ہیں۔ مسکین نہیں، مسکینوں کے ملجا ہیں۔ بیچارہ نہیں، بیچاروں کے چارہ و دستگیر و عروہ وثقیٰ ہیں۔ وہ شہنشاہِ کونین ہیں۔ وہ ہر شین سے منزہ اور ہر زین سے مزین ہیں۔ جس نے جو کچھ پایا اُسی سرکار سے پایا۔ جسے جو کچھ ملا اسی دربار سے ملا۔ دنیا و مافیہا انہیں کے وجود با جود کا صدقہ اور انہیں کے دست کرم کی عطا ہے۔ امام بوصیری بردہ مبارکہ میں عرض کرتے ہیں:۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا

وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

یعنی یارسول اللہ! دنیاوآخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں۔ اورلوح وقلم کے علم جس میں تمام ما کان وما یکون لکھا ہے۔حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہیں۔حدیث شریف میں ہے: سرکاردوعالم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :
اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا رحمت بنا کرتمام عالم کے لیے اور ہدایت خدا سے ڈرنے والوں کے لیے۔

(الدلائل النبوۃ۔الدرالمنثور والخصائص)

وہ ذات جامع الکمالات جس کے ہاتھوں رب عزوجل نے تمام عالم کو گونا گوں نعمتوں سے مالامال کردیا ہے، جسے خزائن رحمت بنا کر بھیجا۔اسے غریب، مسکین، بیچارہ نہ کہے گا مگر منافق و بدباطن۔اگر غریب مسکین سے قائل کا یہ منشا تھا کہ حضورِ اکرم سرکاردوعالم ﷺ دنیوی دولت، روپیہ پیسہ، زرجواہر نہ رکھتے تھے۔یہ خیال سراپا عمی وجہالت ہے۔ خود معطی عزوجل نے اس کی نفی فرمادی۔ قَالَ عَزَّوَجَلَّ : وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ؕ(سورۃ الضحیٰ:٨) اللہ تعالیٰ نے تمھیں غنی اوردولت مند کیا۔

تمام مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاللَّفْظُ لِلْمَدَارِكِ فَاَغْنَاكَ بِمَالِ خَدِیْجَةَ وَ بِمَا اَفَاءَ عَلَیْكَ مِنَ الْغَنَائِمِ۔ (ترجمہ) آپ کورب تبارک وتعالیٰ نے دولت مند کردیا ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال سے یا اس سے جوآپ کو عطا فرمایا مالِ غنیمت سے۔

شفاء و شرحہ للعلامۃ القاری میں ہے:

وَ لَا مَالَ لَه، فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَا اٰتَاهُ اَیْ اَعْطَاهُ مِنْ مَالِ خَدِیْجَةَ اَوْ مِنَ الْغَنَائِمِ۔

(ترجمہ) حضور ﷺ کے پاس ظاہری مال و دنیوی دولت نہ تھی تو اللہ عزوجل نے دولت مند کردیا، اس سے جوعطا فرمایا آپ کوام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال سے۔یا اُس سے جوغنیمت میں حاصل ہوا۔

امام علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

بِمَا اَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ كَمَالِ خَدِیْجَةَ وَ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَ مَالِ الْغَنَائِمِ بَلْ بِمَا فِیْ خَزَائِنِ الْغَیْبِ الَّذِیْ لَوْ طَلَبَ ظُهُوْرَه، مَلَاَ الْاَرْضَ۔

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، جلد ١، ص ٣٣٤، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان)

(ترجمہ) حضوراکرم محمد رسول اللہ ﷺ کورب عزوجل سے وہ چیز ملی کہ اس سے آپ کوغنی ودولت مند کردیا۔جیسے ام المؤمنین خدیجہ اورامیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مال اور مالِ غنیمت۔بلکہ آپ کوغنی کردیا ان غیبی خزانوں سے کہ اگر آپ چاہتے وہ ظاہر ہوں توزمین بھرجاتی۔

حدیث شریف: ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضوراکرم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ جِیْءَ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیَّ ۔

(ترجمہ) میں خوابِ استراحت میں تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے سامنے رکھ دی گئیں۔

(بخاری، جلد۲، ص۳۲۳، مطبوعہ دار الفجر للتراث قاہرہ، الخصائص الکبریٰ، ج۲، ص۳۳۲، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

خصائص کبریٰ میں طبرانی و بیہقی سے ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَ جِبْرِيْلُ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا اَمْسٰى لِاٰلِ مُحَمَّدٍ سُفَّةٌ مِّنْ دَقِيْقٍ وَ كُفَّةٌ مِنْ سَوِيْقٍ فَلَمْ يَكُنْ كَلَامُهٗ بِاَسْرَعَ مِنْ اَنْ سَمِعَ هَدَّةً مِنَ السَّمَاءِ فَاَتَاهُ اِسْرَافِيْلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمِعَ مَا ذَكَرْتَ فَبَعَثَنِيْ اِلَيْكَ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكَ اَسِيْرُ مَعَكَ جِبَالَ تِهَامَةَ زُمُرُّدًا وَ يَاقُوْتًا وَ ذَهَبًا وَفِضَّةً ۔

(الخصائص الکبریٰ، ج۲، ص۳۳۳، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، پشاور)

(ترجمہ) ایک مرتبہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام کوہِ صفا پر تھے۔ حضور نے فرمایا: اے جبرئیل آج شام کو آلِ محمد کے لیے نہ تھوڑا آٹا ہے، نہ مٹھی بھر ستو، ابھی کلام حضور تمام نہ ہوا تھا کہ آسمان سے ایک آواز سنی، اسرافیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: جو آپ نے کہا: اللہ عزوجل نے سنا اور زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے ساتھ بھیجیں اور مجھے حکم فرمایا کہ آپ کے حضور تہامہ کے پہاڑ، زمرد، یاقوت، سونا،

چاندی بنا کر پیش کروں کہ وہ حضور کے ساتھ ساتھ رہیں۔

حدیث شریف:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سلطان دارین محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اُتِيْتُ بِمَقَالِيْدِ الدُّنْيَا عَلٰى فَرَسٍ اَبْلَقَ جَاءَنِيْ بِهَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ مِنْ سُنْدُسٍ ۔

(الخصائص الکبریٰ، ج۲، ص۳۳۳، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور پاکستان)

ترجمہ: تمام دنیا کی کنجیاں مجھے عطا ہوئیں، ابلق گھوڑے پر لائی گئیں، جبریل لے کر آئے، اس پر خوبصورت ریشمی زین پوش پڑا تھا۔

بیشک انہیں ہر چیز عطا ہوئی۔ جس کو جو کچھ نعمت ملی، انہیں سے ملی۔ لاریب ہم جو کھاتے ہیں انہیں کے لنگر کا ٹکڑا ہے۔ ہم جو پہنتے ہیں انہیں کے درِ اقدس کا صدقہ ہے، ہمیں انہیں کی نعمتوں نے مالا مال کر دیا۔ ہم تو کیا کفار بھی، اعدائے نابکار بھی، انہیں کے ٹکڑوں پر پلے، پلتے ہیں، پلیں گے۔ ؎

ملا ' مل رہا ہے ' ملے گا انہیں سے
خدا کا دیا سب انہیں کا دیا ہوا ہے

احسان فراموش ہے وہ جو باوجود ان سوابغِ نِعَم و احسانات بے غایات کے منعم عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سپاس گزار و منت شناس نہ ہوا۔

حدیث شریف:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خود قاسمِ نِعَم محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰہُ یُعْطِیْ۔

(ترجمہ) بیشک میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے۔

(بخاری شریف، ج۱،ص۲۹، کتاب العلم، مطبوعہ دار الفجر للتراث، القاہرہ)

اقول:

چونکہ اس وقت ہندوستانیوں کے عرف میں عام طور پر اس لفظ یعنی غریب کا استعمال مفلس و درماندہ کے معنی میں شائع ہے۔ اور حضورِ اکرم و اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس معنی کا انتساب گستاخی اور بے ادبی کا مشعر ہے۔ لہٰذا یوں بھی اس کا استعمال بد و قبیح ہے۔ کما سیاتی لیکن قائل کے دیگر کلمات ملحقہ مسکین، بیچارہ اور مقامی قرائنِ لاحقہ یہی بتاتے ہیں کہ اس قائل کی وہی مراد تھی جس سے معنی قبیح نکلتا ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ وہ جو خود غریب، مسکین، بیچارہ، چرواہا ہو وہ کسی کو کیا دولتمند کر سکتا ہے؟ خود جسے کھانے کا ٹھکانا نہیں دوسرے کو کیا دے سکتا ہے؟ اور ہماری ایمانی نگاہ یہ محسوس کر رہی ہے کہ معطی حقیقی جل وعلا اور قاسم کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے فضل سے دولت مند کر دیا۔ عالم میں جس کسی نے جو کچھ غنا، تونگری، دولت، ثروت، امارت، حکومت پائی انہیں کے کریم ہاتھوں سے، انہیں کے صدقہ میں اور انہیں کے فضل سے پائی۔

آیۂ کریمہ:

معطی (عز جلالہ) نے فرمایا:

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ۔

(سورۃ التوبہ: ۷۴)

(ترجمہ) اور انہیں برا نہ لگا مگر یہ کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

بجائے اس کے کہ احساناتِ الٰہیہ و انعاماتِ نبویہ علی منعمہا افضل الصلاۃ و اکمل التحیۃ کی سپاس گزاری عمل میں لائی جاتی، ناشکری و احسان فراموشی سے کام لیا گیا۔ اگر آج اس گستاخ بے ادب کے بزرگوں کو یہ کلمات کہے جاتے کہ وہ نکھٹے تھے، وہ غریب تھے، وہ مزدور تھے، وہ چرواہے تھے، وہ غلامی کر کے پیٹ پالتے تھے تو وہ جامہ سے باہر ہو جاتا کہ اس کے بزرگوں کی توہین ہوئی۔ اللہ اللہ! اپنے بزرگوں کی نسبت ان کلمات نے تیر و نشتر کا کام کیا۔ لیکن بزرگوں کو بزرگی دینے والے سرکارِ کل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اطہر و اعلیٰ میں یہ جرأت و بیبا کی کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اب یہ سقیم الاعتقاد، بیمار دل، گستاخ اپنی آنکھوں سے جہالت کی پٹی ہٹا کر دیکھے کہ ہمارا منعم حقیقی رب تبارک وتعالیٰ اپنے ساتھ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دولتمند کرنے والا فرما رہا ہے۔

جو غریب، مسکین ہو، وہ خود ٹکڑوں کو ترسے دوسروں کو کیا دے اور لیجئے معطی حقیقی جل وعلا حضور اکرم الاکرمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ دینے والا بتا کر لاحقہ ہمیں یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ خدا جل وعلا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بات کے امیدوار رہو اور لو لگائے رکھو کہ آئندہ بھی اپنے فضل سے دیں گے۔

آیۃ کریمہ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّا اِلَى اللّٰهِ رَاغِبُوْنَ ○

(سورۃ التوبہ:۵۹)

ترجمہ: اور بہتر تھا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انہیں اللہ اور اس کے رسول نے دیا اور کہتے ہمیں اللہ بس (کافی) ہے۔ اب ہمیں اللہ ورسول اپنے فضل سے دیں گے۔ بیشک ہم اللہ کے فضل کے خواہش مند ہیں۔

کہاں ہیں وہ غریب و مسکین کہنے والے شوخ و بیباک؟ اب غیظ و غضب کی آگ میں جل مریں کہ ہمیں خود ہمارا رب عزوجل اپنے اور اپنے رسول مکرم ﷺ کی طرف امیدوار رہنے اور لو لگائے رکھنے کو فرماتا ہے۔ اور جو غریب و مسکین ہو اس سے کیا امید رکھی جائے۔

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ وَاَحْرِقُوْا بِنَارِ الْغَضَبِ نُفُوْسَكُمْ۔

پھر کتنی بڑی جہالت کہ خود جو ذاتِ مقدس ان اعلیٰ صفات جلیلہ سے متصف ہو اور جسے خود قرآن عظیم فرمائے۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (سورۃ الاحزاب:۳۷) یہ عمی القلب، گستاخ کہے کہ ان کو کچھ اختیار نہ تھا۔ بلاشبہ سرکارِ کونین تاجدارِ عالم محمد رسول اللہ ﷺ کو رب العزت جل و علا نے ہر طرح کا اختیار عطا فرمایا۔ دلائل سابقہ سے مہر نیمروز کی طرح لائح ہو چکا کہ اکرم الاکرمین ﷺ کو خزائن ارض کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ اگر چاہیں تو تہامہ کے پہاڑ، زمرد، یاقوت، سونا، چاندی کر دیئے جائیں۔ حضور کو رب عزوجل نے دینے میں

حضور کا نام پاک اپنے نامِ اقدس کے ساتھ ذکر فرمایا۔ عالم کے ہر ذرہ کو رزق و روزی حضور ہی کے ہاتھوں تقسیم ہوئی، ہوتی ہے اور ہوگی۔ ؎

يَا كَرِيْمَ الْخَلْقِ اِعْطَاءُ النِّعَمِ فِيْ رَاحَتِكَ
اِنَّمَا الرَّزَّاقُ يُعْطِيْ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ يَدَيْكَ

تمام عالم جن کے وجود باجود کا صدقہ ہے۔ جسے ان کا رب تبارک و تعالیٰ فرمائے:

اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوٰى ذَالِكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ۔

میں ہوں اور تو، اس کے سوا جو کچھ ہے سب تیرے لیے پیدا فرمایا۔

جن کی اطاعت اپنی اطاعت بتائے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بیشک اللہ کی اطاعت کی۔

جن کی غلامی کو اپنی محبوبیت کا ذریعہ فرمائے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۳۱)

(ترجمہ) اے محبوب! ان سے فرما دو۔ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری غلامی کرو، اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

اللہ اللہ! جن کے یہ گرامی مراتب و درجات ہوں ان کے اختیارات کتنے وسیع ہوں گے؟

نورالعارفین، سلالۃ الواصلین، زیب سجادہ مارہرہ مطہرہ حضور پرنور سیدنا و مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقدسنا باسرارہ فرماتے ہیں: ؎

یَا وَاہِبَ الْعَطَاءِ وَیَا دَافِعَ الْخَطَرِ
مَنْشُوْرُكَ الْمَنِیْعُ لَقَدْ اَنْطَقَ الْحَجَرَ
لَا تُدْرِكُ الْعُیُوْنُ سَنَا بَرْقِكَ السَّنِیَّ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نہ صرف یہ بلکہ حلت وحرمت کا بھی مالک کیا۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

آیۃ کریمہ:

وَالَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ۔

(سورۃ الاعراف:۱۵۷)

(ترجمہ) وہ لوگ جو پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے نبی امّی بے پڑھے علوم غیب بتانے والے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت وانجیل میں وہ انہیں حکم دے گا اچھی باتوں کا اور روکے گا بری باتوں سے اور وہ حلال کرنے گا ان کے لیے پاک چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں۔

پھر اختیار بھی وہ وسیع اختیار کہ جو شے سب کے لیے حرام ہو وہ بھی جس کے

لیے چاہیں حلال فرمادیں۔

حدیث شریف:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا:

لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّجْنِبَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَ غَیْرُكَ۔

(ترجمہ) کسی کو حلال نہیں اس مسجد میں جنب آئے۔ میرے اور تیرے سوا۔

(ترمذی شریف، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ص ۲۱۴، مطبوعہ المیزان لاہور)

حضور اکرم ﷺ کے لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی اختیاراتِ وسیعہ سے صرف ایک فقیر نے عرض کیا، اور طالب صادق کے لیے ایک ہی پر اکتفا ہے، معاند و بد باطن کو دفتر بھی بیکار۔ اب کہاں ہیں وہ بے اختیار کہنے والے، خدا اور اس کے رسول جل و علا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دینے والے بے ادب موذی، دیکھیں ہمارے سرکار مختار کل محمد رسول اللہ ﷺ کا بے نہایت اختیار اور اگر ایمان نصیب ہو تو توبہ کریں اور ڈریں اس سے کہ رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

آیۃ کریمہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۔

(سورۃ الاحزاب:۵۷)

(ترجمہ) وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان

پر اللہ نے لعنت کی ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے مقرر کیا عذاب ذلّت دینے والا۔

اللہ کو کون ایذا دے سکتا ہے محبوب ہی کی ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور فرماتا ہے۔

آیۂ کریمہ:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

(سورۃ التوبہ:۶۱)

(ترجمہ) وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لیے ہے دردناک عذاب۔

وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَ بِہِ الْھِدَایَۃُ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ۔

بنظرِ ایمانی دیکھا جائے تو کلامِ الٰہی اور احادیث نبویہ ﷺ شروع سے آخر تک سرکار عالم مدار ﷺ کے وسیع و بے نہایت اختیار پر دال اور تصنیفات متقدمین اسی مبارک ذکر سے مالا مال ہیں۔ اسی بحر ناپیدا کنار کے قطرہ بلکہ قطرہ کے ایک جزء پر فقیر نے اکتفاء کیا۔

اب فقیر وہ عرض کرے جو (خاک بدہن گستاخ بے باک) قائل ضال و مضل کے قول ناپاک پر ضلال کو اس بے ادب کے منہ پر مار کے آیۂ کریمہ وَ وَجَدَکَ ضَالًّا فَھَدٰی کے صحیح معنی روزِ روشن کی طرح واضح کردے۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق

آیۂ کریمہ:

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ : وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَا

اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ ۔ (سورۃ آل عمران:۸۱)

(ترجمہ) اور یاد کرائے محبوب جب اللہ نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں۔ پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے۔ تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور تم اس کی مدد کرنا۔

ربّ العزۃ عزاسمہ نے اِس آیۂ کریمہ میں ظاہر فرمادیا کہ حضور اول الخلق محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ابتداء آفرینش سے ہے اور تا قیامت رہے گی۔ اہلسنّت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد بعثت کبائر و صغائر سے قطعاً معصوم اور قبل بعثت بھی عصمۃ عن الکبائر میں سب متفق ہیں۔ اور صغائر میں بعض کا خلاف غیر معتبر۔ جب حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ اوّل خلقت سے نبی ہیں تو صغائر و کبائر سے قطعاً و یقیناً معصوم۔ اس آیۂ کریمہ کے متعلق نور افزائے ایمان تحقیقات نفیسہ و فوائد جلیلہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملّت، امام اہلسنّت، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، سیدنا وسندنا و استاذنا و مرشدنا، حضور پرنور مولانا علامہ بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے رسالۂ مبارکہ "تجلی الیقین" میں نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں۔ مَنْ شَآءَ الْاِطِّلَاعَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیّٖنَ فِی الْخَلْقِ وَ آخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ۔

(ترجمہ) میں "اوّل" نبیوں سے ہوں خلقت میں اور "آخر" نبیوں کا ہوں بعثت میں۔

(الخصائص الکبریٰ، جلد ۱، ص ۷، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور، پاکستان)

وہ نبی برحق رسولِ مصدق ﷺ جس کی نبوت خلق خلقت سے پیشتر تھی۔ اب ہے، تا قیامت رہے گی، وہ نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کی نبوت تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عام ہے۔ وہ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جس کے شعاعِ انوار سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مستفیض ہوتے رہے۔ اسی مبارک نور کی روشنی نے انہیں سیدھی راہ دکھا کر مرتبہ نبوت عطا فرمایا۔ اس ذات والا صفات کو گمراہ نہ کہے گا مگر گمراہ کافرِ بے دین۔ رب عزوجل کا ارشاد وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کس معنی پر تھا۔ گمراہی گمراہ کو کس معنی کی طرف لے گئی۔ حالانکہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے ان دریدہ دہن، بدلگام، بے ادبوں کی دہن دوزی اپنے کلام پاک ہی سے فرمادی۔

آیۂ کریمہ:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۔ (سورۃ النجم:۲)

(ترجمہ) نہیں گمراہ ہوئے تمہارے صاحب (محمد رسول اللہ ﷺ) اور نہ بہکے۔

خاتمۃ الحفاظ، امام اجل سیوطی نے درمنثور میں بسند ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِسی آیہ کریمہ کے متعلق کہا:

اَقْسَمَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّهٗ مَا ضَلَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا غَوٰى ۔

(الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور تحت، ۲/۵۳ ۔ داراحیاء التراث العربی بیروت ۷/۵۶۴)

(ترجمہ) اللہ عزوجل نے نزولِ قرآن کی قسم یاد فرمائی کہ نہیں گمراہ ہوئے محمد ﷺ اور نہ بہکے۔

مدارک میں ہے:

(مَا ضَلَّ) عَنْ قَصْدِ الْحَقِّ (صَاحِبُكُمْ) اَیْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَمَا غَوٰى) فِیْ اِتِّبَاعِ الْبَاطِلِ ۔

(حاشیہ تفسیر خازن بحوالہ مدارک، صفحہ ۲۰۴ ۔ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، محلہ جنگی پشاور)

نہیں پھرے راہِ حق سے تمہارے صاحب یعنی محمد ﷺ اور نہیں پڑے اتباع باطل میں۔

خازن میں ہے:

(مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ) يَعْنِیْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ عَنْ طَرِيْقِ الْهُدٰى (وَمَا غَوٰى) اَیْ مَا جَهِلَ ۔

(تفسیر خازن، جلد نمبر ۴، صفحہ ۲۰۴، مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ محلہ جنگی پشاور)

(ترجمہ) یعنی محمد ﷺ نہیں پھرے راہِ حق وہدایت سے اور نہ کبھی راہِ حق سے ناواقف ہوئے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیۂ کریمہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى (القرآن، ۹۳/۷) کے متعلق مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا:

تنویر المقیاس تفسیر حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے:

(وَوَجَدَكَ) يَا مُحَمَّدُ (ضَالًّا) بَيْنَ قَوْمٍ ضِلَالٍ (فَهَدٰى) فَهَدَاكَ بِالنُّبُوَّةِ ۔

(تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، تحت آیت ۹۳/۷ ۔ ص ۳۹۱، سرحد بک ایجنسی مردان)

امام اجل حافظ جلال الدین سیوطی نے اسے درمنثور میں یوں فرمایا:

وَ وَجَدَكَ بَيْنَ ضَالِّيْنَ فَاسْتَنْقَذَكَ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ ۔

(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور تحت آیت ۹۳/۷، داراحیاء التراث العربی بیروت ۸/۴۹۹)

(ترجمہ) آپ کو پایا گمراہوں کے درمیان تو نکال لیا آپ کو ان کی گمراہیوں سے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

ضَالًّا اَیْ مَغْمُوْرًا بَيْنَ الْكُفَّارِ ۔

(غرائب القرآن ورغائب الفرقان، تحت آیت ۹۳/۷، مطبعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۰/۱۱۷)

(ترجمہ) ضال یعنی کفار میں گھرا ہوا۔

شفائے قاضی عیاض میں ہے:

وَجَدَكَ بَيْنَ اَهْلِ الضَّلَالِ فَعَصَمَكَ مِنْ ذَالِكَ ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج ۲، ص ۱۷، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) آپ کو گمراہوں کے درمیان پایا تو آپ کو اس سے بچا لیا۔

پھر نیشاپوری میں کہا:

وَ قِيْلَ مَجَازٌ فِي الْاَسْنَادِ وَ الْمَعْنٰى وَجَدَ قَوْمَكَ ضَالًّا فَهَدَاهُمْ بِكَ ۔

(غرائب القرآن ورغائب القرآن، ج ۳۰، ص ۱۱۷، مطبعہ مصطفیٰ البابی مصر)

(ترجمہ) یعنی کہا گیا کہ یہ اسناد مجازی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ آپ کی قوم کو گمراہ پایا تو آپ سے اُن کی ہدایت فرمائی۔

اقول:

جب قرآن عظیم اور حدیث نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم صراحتاً ثابت کر رہے ہیں کہ وہ سرکارِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق خلقت سے پہلے نبی تھے اور رب تبارک وتعالیٰ نے بھی فرمادیا: مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى (القرآن، ۵۳/۲) تو اس سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف ایسی نسبت قطعاً ممنوع اور یقیناً حرام۔

شفاء شریف میں ہے: لَيْسَ هُوَ مِنَ الضَّلَالِ الَّذِيْ هُوَ الْكُفْرُ ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج ۲، ص ۱۷، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اس آیہ کریمہ میں ضال اُس ضلال سے نہیں جس کا معنی کفر ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

اِنَّهٗ مَا كَفَرَ بِاللّٰهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ ۔

(غرائب القرآن، تحت آیت ۹۳/۷۔ ج ۳۰، ص ۱۱۷، مطبع مصطفیٰ البابی مصر)

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے کبھی پلک جھپکنے کے برابر بھی کفر نہ کیا۔

مدارک میں ہے:

وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُفْهَمَ بِهٖ عُدُوْلٌ عَنْ حَقٍّ وَ وُقُوْعٌ فِيْ غَيٍّ فَقَدْ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ اَوَّلِ حَالِهٖ اِلٰى نُزُوْلِ الْوَحْيِ عَلَيْهِ مَعْصُوْمًا مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَ قَاذُوْرَاتِ اَهْلِ الْفِسْقِ وَ الْعِصْيَانِ ۔

(مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) ج ۴، ص ۳۶۲، دارالکتاب العربی بیروت)

(ترجمہ) جائز نہیں کہ اس آیت سے سمجھا جائے حق سے پھرنا اور گمراہی میں پڑنا کیونکہ بیشک حضور اکرم ﷺ اوّل حال سے نزول وحی تک معصوم تھے بتوں کی عبادت سے اور مصون تھے اہل فسق وعصیان کی تمام برائیوں سے۔

الفتوحات الاحمدیہ بالمنح المحمدیہ میں علامہ سید سلیمان جمل فرماتے ہیں:

یَسْتَحِیْلُ عَلَیْہِ شَرْعًا وُقُوْعُ سَائِرِ الذُّنُوْبِ صَغِیْرِھَا وَ کَبِیْرِھَا وَ عَمَدِھَا وَ سَھْوِھَا قَبْلَ النُّبُوَّۃِ وَ بَعْدَھَا۔

(الفتوحات الاحمدیہ شرح المنح المحمدیہ علی متن الھمزیہ، ص۴۴، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر)

(ترجمہ) شرعاً محال ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واقع ہونا کسی گناہ کا صغیرہ ہو یا کبیرہ، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، نبوت سے پہلے ہو یا بعد۔

مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں ہے:

(اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعْصُوْمٌ مِنَ الذُّنُوْبِ) بَعْدَ النُّبُوَّۃِ وَ قَبْلَھَا (کَبِیْرِھَا وَ صَغِیْرِھَا وَ عَمَدِھَا وَ سَھْوِھَا) عَلَی الْاَصَحِّ

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، ج۵، ص۳۱۴، دارالمعرفۃ بیروت)

(ترجمہ) بیشک نبی اکرم ﷺ معصوم ہیں گناہوں سے بعد نبوت کے اور قبل نبوت کے کبیرہ اور صغیرہ سے، جان بوجھ کر اور بھول کر۔

یہی مذہب اصح ہے۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے افضل القریٰ میں فرمایا:

یَسْتَحِیْلُ عَلَیْہِ شَرْعًا وُقُوْعُ خِلَافِہٖ مِنْ سَائِرِ الذُّنُوْبِ صَغِیْرِھَا وَ کَبِیْرِھَا وَ عَمَدِھَا وَ سَھْوِھَا قَبْلَ النُّبُوَّۃِ وَ بَعْدَھَا فِیْ سَائِرِ حَرَکَاتِہٖ وَ سَکَنَاتِہٖ فِیْ بَاطِنِہٖ وَ ظَاھِرِہٖ وَ سِرِّہٖ وَ عَلَانِیَتِہٖ وَ جِدِّہٖ وَ مَزْحِہٖ وَ رِضَاہُ وَ غَضَبِہٖ وَ الْخِلَافُ فِیْ بَعْضِ ذٰلِکَ لَا یُعَوَّلُ عَلَیْہِ۔

(المنح المکیۃ فی شرح الھمزیۃ، ص۲۹۲، دارالمنہاج السعودیۃ جدۃ)

(ترجمہ) شرعاً محال ہے محمد رسول اللہ ﷺ پر خلاف حفظ و عصمت کسی شے کا واقع ہونا، تمام گناہوں سے، صغیرہ اور کبیرہ سے، عمداً اور سہواً قبل نبوت کے اور بعد نبوت کے، تمام حرکات اور سکنات میں، ظاہر اور باطن میں، پوشیدہ اور علانیہ، قصدی بات یا خوش طبعی میں، رضامندی یا ناراضی سے اور اس کے بعض میں جو خلاف ہے اس پر اعتبار نہیں۔

باوجود ان آیاتِ ناصّہ قطعیہ اور ان تصریحات ناطقہ یقینیہ کے اُس ہادی المضلین نبی اکرم ﷺ کو گمراہ کہنا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یقیناً ان آیات کریمہ کا انکار اور ضرور کفر ہوا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اب فقیر کہتا ہے (غفرلہ المولی القدیر) استفتاء میں زید کے جو الفاظ نقل ہوئے۔ بعض وہ جن کا استعمال حضور سرکار رسالت اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضرات مقدسہ میں بوجہ بے ادبی، تنقیص شان ممنوع بلکہ حرام ہیں جیسے مسکین، غریب، بیچارہ۔

مفردات راغب میں ہے:

اَلْمِسْكِيْنُ قِيْلَ هُوَ الَّذِيْ لَا شَيْءَ لَهٗ ۔

(المفردات للراغب الاصفہانی، ص ۲۳۶، اصح المطابع کراچی)

(ترجمہ) بعض نے کہا مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

نہایہ ابن اثیر میں ہے:

قَدْ تَكَرَّرَ فِي الْحَدِيْثِ ذِكْرُ الْمِسْكِيْنِ (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَ كُلُّهَا يَدُوْرُ مَعْنَاهَا عَلَى الْخُضُوْعِ وَ الذِّلَّةِ وَ قِلَّةِ الْمَالِ وَ الْحَالِ السَّيِّئَةِ

(النہایۃ لابن اثیر، ج ۲، ص ۳۴۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حدیث میں مسکین وغیرہ کا ذکر بار ہا آیا۔ ان تمام کا معنی عجز اور ذلت اور مال کم ہونا اور بری حالت ہے۔ فقیر سے آگے گزرا کہ ہمارے دیار و امصار کا عرف عام، غریب کے متعلق مفلس و درماندہ کے معنی میں شائع و جاری ہے۔ اور بیچارہ بیکس، بے بس، عاجز کو کہا جاتا ہے۔ یہ کلمات انہیں معانی متعارفہ کے ساتھ اگر ہم آپس میں ایک دوسرے کو کہیں تو خلاف ادب و تہذیب سمجھے جائیں۔ پھر انبیائے کرام خصوصاً سرور انبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ اطہر تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ عالم کا نظم و نسق۔ رزق و روزی سب انہیں کے دستِ کرم میں ہے:

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۶۲، شبیر برادرز، لاہور)

اگر قائل اپنے قول سخیف پر استدلال کرے کہ حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ احْشُرْنِيْ فِيْ

زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ ۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۴۷، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اور فرمایا:

اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَ بِهٖ اَفْتَخِرُ۔

(المقاصد الحسنہ، ص ۳۵۵، دار الکتاب العربی، بیروت)

فَاَقُوْلُ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ۔

حدیث اوّل میں مسکین سے وہ مراد ہی نہیں جو ذلّت حال و قلت مال میں شائع ہے۔ بلکہ سکون قلب و استکانتِ نفس ہے اور حدیث تواضع پر محمول۔ ثانی موضوع و باطل اس سے استدلال ہی بے اصل و فضول۔

نہایہ میں ہے:

اَرَادَ بِهٖ التَّوَاضُعَ وَ الْاِخْبَاتَ ۔ اھ

فتوحاتِ احمدیہ، افضل القریٰ، مواہب اللدنیہ میں ہے:

وَاللَّفْظُ لِلْاَوَّلِ وَ ذَكَرَ الزَّرْكَشِيُّ عَنْ بَعْضِ الْفُقَهَاءِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَقِيْرًا مِّنَ الْمَالِ بَلْ كَانَ اَغْنَى النَّاسِ بِاللّٰهِ فَكَفٰى اَمْرَ دُنْيَاهُ فِيْ نَفْسِهٖ وَ عِيَالِهٖ ۔ وَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا ۔ اِنَّ الْمُرَادَ اِسْتِكَانَةُ الْقَلْبِ لَا الْمَسْكَنَةُ الْمُرَادِفَةُ لِلْفَقْرِ وَ اَمَّا الْفَقْرُ فَخْرِيْ وَ بِهٖ اَفْتَخِرُ فَمَوْضُوْعٌ ۔ اھ

مقاصد حسنہ میں ہے:

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ قَالَ شَیْخُنَا ھُوَ مَوْضُوْعٌ بَاطِلٌ۔ اھ

(المقاصد الحسنہ، ص۳۵۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بسط و تفصیل آگے گزری۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الرَّبِّ الرَّحِیْمِ۔ رب العزۃ باری عز اسمہ نے ایسا کلام بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار عالی میں حرام فرمایا جو ہم آپس میں کہتے سنتے ہیں:

آیہ کریمہ:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ۔

(القرآن الکریم، ۴۹/۲)

(ترجمہ) اے ایمان والو! نہ اونچی کرو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اور نہ پکارو انہیں بات چیت میں جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

آیہ کریمہ:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔

(القرآن الکری، ۶۳/۲۴)

(ترجمہ) رسول کا بلانا آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

جب ہمارے آپس کے کلماتِ شائعہ کا استعمال اُس سرکار میں منع ہے تو وہ

کلمات جنہیں ہم خود خلافِ ادب وتہذیب سمجھتے ہیں، اشد منع ٹھہرے۔ بعض وہ جن کا رواج کسی وقت، کسی زبان میں، کسی جگہ اگر معیوب نہ بھی تھا تو دوسرے وقت، دوسری زبان میں، دوسری جگہ عیب سمجھا گیا۔ رئیس الفقہاء والمحدثین علامہ اجل مولانا نقی علی خان صاحب قدسنا اللہ تعالٰی باسرارھم "اصول الرشاد" میں فرماتے ہیں:

در باب تعظیم وتوہین، عرف وعادت قوم ودیار پر بڑا اعتبار ہے۔ عرب میں باپ اور بادشاہ سے کاف (ک) کے ساتھ جس کا ترجمہ "تو" ہے خطاب کرتے ہیں۔ اِس ملک میں یہ لفظ کسی معظم بلکہ ہمسر سے بھی کہنا گستاخی اور بیہودگی سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ہندی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو "تو" کہے گا شرعاً بھی گستاخ وبے ادب اور تعزیر وتنبیہ کا مستوجب ہوگا۔

اسی طرح چرا کر گذر اوقات کرنا یا راعی جس کا معنی نگہبان یا چرواہا ہے، کسی کو کہنا اس وقت، اس ملک اور زبان میں عیب نہ تھا۔ اب یہاں زبان اردو میں سخت عیب بلکہ نہایت توہین وتحقیر ہے۔ اب سے ۴۲۶ سال پہلے خاتمۃ الحفاظ امام اجل علامہ جلال الدین سیوطی " تنزیہ الانبیاء "میں فرما گئے:

رَعَی الْغَنَمَ لَمْ یَکُنْ صِفَۃَ نَقْصٍ فِی الزَّمَنِ الْاَوَّلِ۔ وَلٰکِنْ حَدَثَ الْعُرْفُ بِخِلَافِہٖ وَلَا یُسْتَنْکَرُ ذٰلِکَ فَرُبَّ حِرْفَۃٍ ھِیَ نَقْصٌ فِیْ زَمَانٍ دُوْنَ زَمَانٍ وَفِیْ بَلَدٍ دُوْنَ بَلَدٍ۔ اھ

(الحاوی للفتاوی، ج۱، ص۲۴۱، دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) بکریاں چرانا اگلے زمانہ میں صفتِ نقص یعنی ہلکا پن نہ تھا اور اب عرف اس کے خلاف ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بہت سے کام کہیں اور کبھی عیب ہوتے ہیں اور کہیں اور کبھی نہیں۔ بعض وہ جن کا استعمال ہر ایک کے لیے ممنوع۔ الا لمن یصدق علیه جیسے ضال یعنی گمراہ عرف عام میں اسی کو کہا جاتا ہے جو طریق حق چھوڑ کر مذہب باطل اختیار کرے۔

پھر فقیر کہتا ہے غفرله المولی القدیر

ضلال کے کئی معانی ہیں رائج و مستعمل۔ ایک آگے گزرا۔ جو ہر مسلمان پابند مذہب مقدس اہلسنّت و جماعت کے لیے قطعاً ممنوع۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ رب العزت عزاسمہٗ نے قرآن عظیم میں اس معنی پر اکثر کفار کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ـ

(القرآن، ۱۳۶/۴)

وَقَالَ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى: اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ـ

(القرآن ۳/۱۴)

وَقَالَ عَزَّ سُبْحٰنَهٗ: قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ـ

(القرآن الکریم، ۷۷/۵)

کبھی بمعنی نسیان آیا۔

قَالَ عَزَّ بُرْهَانَهٗ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا ـ

(القرآن، ۲۸۲/۲)

کبھی بھٹک جانے یا راہ بھول جانے یا کھو دینے کو کہا گیا:

ضَلَّ عَنِّي الْبَعِيْرُ یا اَضْلَلْتَ الْبَعِيْرَ ـ

کبھی بمعنی فرط محبت مستعمل ہوا:

قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ـ

(القرآن، ۹۵/۱۲)

شفاء شریف میں ہے:

اَلضَّالُّ بِمَعْنَى الْمُحِبِّ كَمَا يُقَالُ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلَالِكَ الْقَدِيْمِ ـ اَيْ مَحَبَّتِكَ الْقَدِيْمَةِ وَلَمْ يُرِيْدُوْا هٰهُنَا فِي الدِّيْنِ اِذْ لَوْ قَالُوْا ذٰلِكَ فِيْ نَبِيِّ اللّٰهِ لَكَفَرُوْا ـ

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۲، ص۱۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ) ضال بمعنی محب ہے جیسا کہ فرمایا: انك لفی ضلال القدیم۔ بیشک آپ اپنی پرانی محبت میں ہیں اور یہاں ضلال فی الدین مراد نہیں کیونکہ اگر ایسا نبی کی شان میں کہتے کافر ہو جاتے۔

انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسے مشترک لفظ کا استعمال مولیٰ تعالیٰ کو شایاں ہے کہ وہ رب ہے، مالک ہے، مولیٰ ہے۔ دوسرا اس کے ارشاد سے سند لا کر خود خدا بننا چاہتا ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں ربّ عزوجل نے فرمایا: وَعَصٰى اٰدَمُ

رَبَّہٗ فَغَوٰی (القرآن،۱۲۱/۲۰) دوسرا کہے تو گردن مارا جائے۔

للہ انصاف! یہ تو صحیح مراد پر ایک مشترک لفظ تھا۔ زید اپنے بیٹے عمرو کو غصہ میں احمق گدھا اُلو کہے تو کیا عمرو کا بیٹا اپنے دادا کے قول کی سند سے اپنے باپ کو احمق، گدھا، الو کہہ سکتا ہے؟ کیا وہ بے ادب گستاخ، مردود وعاق مرتکب کبیرہ مستحق جہنم نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا۔ جب باہم فرق مراتب یہاں تک ہے تو رسولوں کی شان میں اپنے آپ کو خدا کے مرتبہ میں نہ رکھے گا مگر ملعون بے دین۔ رب عزوجل نے شانِ اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ایسے کلمہ سے بھی ہمیں منع فرمایا۔ جس میں باوجود معنی تعظیمی کے ایک پہلو دوسرا پایا گیا۔

آیہ کریمہ:

قال اللہ عزوجل : یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا۔ (القرآن الکریم،۱۰۴/۲)

(ترجمہ) اے ایمان والو! محمد رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتے وقت راعنا نہ کہا کرو انظرنا کہا کرو۔

حالانکہ کلمہ راعنا صیغہ امر ضمیر متکلم کی طرف مضاف ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری نگہداشت فرمایئے، ہمیں بشفقت تعلیم وارشاد کیجئے۔ لیکن بد باطنوں کے لیے اس میں ایک پہلو یہ بھی تھا کہ زعونہ سے ہو جس کے معنی حمق ممزوج بتکبر ہے۔ لہٰذا ہمیں یہ ارشاد ہوا کہ اپنے کلام میں اسے کہنا چھوڑ دیں۔ کلمۂ ضال سے تو کوئی تعظیم مترشح ہی نہیں بلکہ لفظ مذکور متعدد معانی قبیحہ غیر شایان شان نبوت کا متضمن اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام ارفع و منصب اعظم کی صریح مذمت و منقصت کا مستلزم بالخصوص صورۃ مستفسرہ میں جبکہ قائل خود اپنی مراد کی تصریح اور تشنیع

معنی کی تعیین کر رہا ہے اور (ضال یعنی گمراہ) کہہ رہا ہے۔ تو اب سرکار نبوت ﷺ کی توہین وتحقیر وسب وعیب واذیت میں کچھ شک وشبہ نہ رہا۔

اب حکم عرض کروں واللّٰہ الموفق زید کے کلمات مندرجۂ سوال (وہ غریب ومسکین ویتیم وبیچارے تھے ان کو کچھ اختیار نہ تھا۔ گمراہ) وغیرہم اپنے متعارف معانی قبیحہ کے ساتھ صریح استخفاف واستہانت واستنقاص شان نبوت کے موجب ہیں۔ حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ یا دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حضراتِ مقدسہ میں بے ادبی سے پیش آنے والا، ان پر عیب لگانے والا، ان کی شانِ اعلیٰ و اقدس کی تنقیص وتحقیر کرنے والا، حسب تصریحات ائمہ کرام وفقہائے ذوی الاحترام رحمھم اللّٰہ تعالٰی و قدسنا باسرارھم کافر ہے اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر۔

شفاء شریف میں ہے:

اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ عَابَہٗ اَوْ اَلْحَقَ بِہٖ نَقْصًا فِیْ نَفْسِہٖ اَوْ نَسَبِہٖ اَوْ دِیْنِہٖ اَوْ خَصْلَۃٍ مِّنْ خِصَالِہٖ اَوْ عَرَّضَ بِہٖ اَوْ شَبَّھَہٗ بِشَیْءٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَہٗ اَوِ الْاِزْرَاءِ عَلَیْہِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَانِہٖ اَوِ الْغَضِّ مِنْہُ اَوِ الْعَیْبِ لَہٗ فَھُوَ سَابٌّ لَہٗ وَ الْحُکْمُ فِیْہِ حُکْمُ السَّابِّ وَ کَذٰلِکَ اَوْ نَسَبَ اِلَیْہِ مَا لَا یَلِیْقُ بِمَنْصَبِہٖ عَلٰی طَرِیْقِ الذَّمِّ۔ اھ ملخصًا

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، ج۲، ص۱۳۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ہر وہ شخص جو سیّد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں بیہودہ

بکے یا کوئی عیب لگائے یا ذاتِ اقدس یا دین مقدس یا نسب اطہر یا خصائل شریفہ میں کسی خصلت کے ساتھ کوئی نقص نسبت کرے یا پہلو دار بات کہہ کر گستاخی سے پیش آئے یا شانِ اعلیٰ وازھیٰ کے ساتھ بطور بدگوئی یا توہین یا شان گھٹانے یا مرتبہ کم کرنے یا عیب لگانے کے کوئی شی مشابہ کرے وہ ساب یعنی گالی دینے والا ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والے کا ہے اور یہی حکم اس کا ہے جو حضور طاہر مطہر محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف برائی کے ساتھ کوئی ایسا امر منسوب کرے جو حضور کے منصب عالی کے لائق نہ ہو۔

ثُمَّ فِیْہِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَحْنُوْنَ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُنْتَقِصُ لَہٗ کَافِرٌ وَالْوَعِیْدُ جَارٍ عَلَیْہِ بِعَذَابِ اللّٰہِ لَہٗ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج ۲، ص ۱۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

محمد بن سحنون نے کہا تمام علماء نے اتفاق کیا ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والا۔ ان کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید کی جارہی ہے۔

ابن حاتم طلیطلی جو ایک متفقہ تھا اُس نے اثنائے مناظرہ میں۔ حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کو یتیم کہہ دیا چونکہ قرینہ تحقیر کا پایا گیا۔ اس لیے علمائے اندلس نے اس کے قتل کا فتویٰ صادر کیا۔

کَمَا فِی الشِّفَا قَالَ وَ اَفْتٰی فُقَہَاءُ الْاَنْدُلُسِ بِقَتْلِ ابْنِ حَاتِمِ

الْمُتَفَقِّہِ الطُّلَیْطَلِیِّ وَ صَلْبِہٖ بِمَا شَہِدَ عَلَیْہِ بِہٖ مِنِ اسْتِخْفَافِہٖ بِحَقِّ النَّبِیِّ ﷺ وَ تَسْمِیَتِہٖ اِیَّاہُ بِاِثْنَاءِ مُنَاظَرَتِہٖ بِالْیَتِیْمِ۔ اھ

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج ۲، ص ۱۳۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس پر علامہ خفاجی نے فرمایا:

اَیْ قَوْلُہٗ اِنَّہٗ یَتِیْمُ اَبِیْ طَالِبٍ کَمَا کَانَ یَقُوْلُہُ الْکَفَرَۃُ اِسْتِخْفَافًا بِہٖ وَ اِزْرَاءً وَّ مِثْلُ ھٰذَا اِذْ سَبَقَ مُشْعِرًا بِتَحْقِیْرٍ کَانَ کُفْرًا۔

(نسیم الریاض للخفاجی، ج ۶، ص ۱۵۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) یعنی کفر کا فتویٰ اس کے اِس کہنے پر تھا کہ وہ ابوطالب کے یتیم تھے۔ جیسا آپ کو کفار کہا کرتے تھے۔ تحقیر شان اور استخفاف کے لیے۔ اور ایسی بات یوں کہی جائے کہ اگر تحقیر شانِ نبوت کی مشعر ہو تو کفر ہے۔

علامہ خفاجی کی اِس تصریح نے زید کے سب کلمات مندرجہ سوال کو شامل کر لیا۔ اور واضح ہو گیا کہ اگر کوئی کلمہ حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے شانِ اعلیٰ واطہر میں کہا جائے اور اس کے معنی بنفسہٖ ازراو تحقیر کے متضمن نہ ہوں لیکن قرینہ مقام یا قائل کا طرزِ کلام اس پر دال ہو۔ یا دوسرے کلمات مشعرہ تنقیص واستخفاف اس کے ساتھ ملحق ہوں تو موجب توہین ومستلزم کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

حتیٰ کہ وہ شخص جو حضور کو جمال یتیم ابی طالب یعنی اونٹ چرانے والا ابوطالب کا یتیم بلکہ جمال بھی نہیں صرف یتیم فقیر کہے۔ علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے

اس کے بھی قتل کا فتویٰ دیا ہے۔

شفا و شرحہ للعلامۃ القاری میں ہے:

وَ اَفْتٰی اَبُو الْحَسَنِ الْقَابِسِیُّ فِیْمَنْ قَالَ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجَمَّالُ یَتِیْمُ اَبِیْ طَالِبٍ بِالْقَتْلِ لِظُھُوْرِ اِسْتِھَانَتِہٖ وَ اسْتِحْقَارِہٖ بِذَالِكَ اَیْ بِکَوْنِہٖ یَتِیْمًا بِقَرِیْنَۃِ الْجَمَّالِ ھُنَالِكَ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۲، ص۱۳۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

افضل القریٰ میں ہے:

وَ اَفْتَوْا بِاِرَاقَۃِ دَمِ مِّنْ وَصَفَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْفَقْرِ فِیْ اِثْنَاءِ مُنَاظِرَتِہٖ بِالْیَتِیْمِ۔

(شرح الشفاء للملا علی قاری، ج۲، ص۳۹۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اب وہ عرض کروں جو اس حکم کے لیے مبارک فقہ حنفی کی نص قطعی اور اقوال سابقہ کے لیے اصل اصول ہو و باللہ التوفیق

رأس الفقہاء تاج القضاۃ شیخ الشیوخ محرر مذہب صاحب امام الائمہ سیدنا امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ "کتاب الخراج" میں فرماتے ہیں:

وَ اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ وَ بَانَتْ مِنْہُ زَوْجَتُہٗ۔

(کتاب الخراج، ص۱۸۲، دار المعرفۃ بیروت)

(ترجمہ) کوئی مسلمان حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کو برا کہے یا جھٹلائے یا کوئی عیب لگائے یا تنقیص شان کرے تو اس نے بیشک اللہ کے ساتھ کفر کیا۔ اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہو گئی۔

تنبیہ:

الولاۃ والحکام میں علامہ ابن عابدین شامی نے ینابیع سے فرمایا:

لَوْعَابَ النَّبِیُّ ﷺ بِشَیْءٍ مِّنَ الْعُیُوْبِ کُفِرَ۔ اھ

(مجموعۃ الرسائل ابن عابدین، ج۱، ص۳۲۶، سہیل اکیڈیمی لاہور)

وَ فِیْہِ عَنِ التَّاتَارْخَانِیَۃَ مَنْ لَّمْ یُقِرَّ بِبَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ اَوْ عَابَ نَبِیًّا بِشَیْءٍ اَوْ لَمْ یَرْضَ بِسُنَّۃٍ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ وَ سَلَّمَ فَقَدْ کَفَرَ۔ اھ

(مجموعۃ الرسائل ابن عابدین، ج۱، ص۳۲۵، سہیل اکیڈیمی لاہور)

صورۃ مستفسرہ میں زید نے یہ کلمات گستاخانہ تنقیص شان نبی الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بکے۔ حسب نصوص و تصریحات سابقہ فقہیہ کافر ہوا اور اس کی عورت بلا شرط قضا اس کے نکاح سے باہر۔ عورت اگر مدخول بہا ہے تو کل مہر۔ اور غیر مدخول بہا ہے تو نصف مہر کی مستحق ہے اور لینے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

شرح تنویر علائے میں ہے:

وَارْتِدَادُ اَحَدُھُمَا فَسْخٌ عَاجِلٌ بِلَا قَضَاءٍ فَلِلْمَوْطُوْءَۃِ کُلُّ مَھْرِھَا وَ لِغَیْرِھَا نِصْفُہٗ۔ اھ

(مجموعۃ الرسائل ابن عابدین، ج۱، ص۳۲۵، سہیل اکیڈیمی لاہور)

درر الاحکام میں ہے:

وَ اِرْتِدَادُ اِحْدَی الزَّوْجَیْنِ فَسْخٌ عَاجِلٌ لِلنِّکَاحِ غَیْرُ

مَوْقُوْفٍ عَلَی الْحُکْمِ فَلِلْمَوْطُوْءَۃِ کُلُّ الْمَھْرِ وَ لِغَیْرِھَا النِّصْفُ ۔اھ

(الدرالاحکام فی شرح غررالاحکام، ج۱،ص۳۵۴،مطبعہ احمد الکائنہ، بیروت)

شرح تنویر میں شرح وھبانیہ شرنبلالی سے ہے:

مَا یَکُوْنُ کُفْرًا اِتِّفَاقًا یُبْطِلُ الْعَمَلَ وَ النِّکَاحَ وَ اَوْلَادُہٗ اَوْلَادُ زِنًا وَ مَا کَانَ فِیْہِ خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَ التَّوْبَۃِ وَ تَجْدِیْدِ النِّکَاحِ ۔اھ

(الدرالمختار شرح تنویرالابصار، ص۳۴۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ان عبارات نے واضح کر دیا کہ ارتداد کے ساتھ ہی نکاح فسخ ہو چکا' قاضی شرع تک مرافعہ کی حاجت نہیں اور اگلے دلائل سے ثابت ہو گیا کہ ہر امر اور ہر قرینہ جو مشعر توہین وتحقیر اور ازراء و استہانۃ نبی اکرم ﷺ ہو بالاتفاق کفر ہے۔ اور اس کا مرتکب کافر اور اسے کافر نہ جاننا' اس کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

شفاء اور تنبیہ الولاۃ وغیرہما میں ہے:

مَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَ کُفْرِہٖ کَفَرَ۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۲، ص۲۳۴، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

زید اور اس کے مصدقین پر لازم ہے کہ اِس کفر و ارتداد سے تائب ہوں، حضور رحمۃ للعالمین مختار کل محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں، ان کے سایہ رحمت ظل عاطفت میں چین کریں، عورتیں اگر راضی ہوں تو بعد اسلام ان سے دوبارہ نکاح کریں۔ و باللہ الھدایۃ الی الصراط المستقیم۔ بغیر توبہ وتجدید اسلام ان کے

ہاتھ کا ذبیحہ صحیح نہیں۔ درر میں ہے: وَلَا یَصِحُّ ذِبْحُہٗ' اھ۔

(الدرالاحکام فی شرح غررالاحکام، ج۱،ص۳۰۲، مطبعہ احمد کامل الکائنہ فی دارالسعادۃ مصر)

تنویرالابصار میں ہے:

وَ یَبْطُلُ مِنْہُ النِّکَاحُ وَالذَّبِیْحَۃُ ۔ انتھی

(تنویرالابصار متن درمختار، ص۳۴۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

الحمد للہ! !! یہ مجمل جواب مظہر حق وصواب ۔ أوائل ماہ ربیع الاوّل ۱۳۳۷ ہجریہ مقدسہ میں اختتام کو پہنچا۔ دیکھا تو بعون اللہ وعنایۃ رسولہ جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نفیس رسالہ تھا جو باذن المولیٰ تعالیٰ یقین ایمانی کی جلالت وجلاء۔ تنزیہ وتقدیس سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل التحیۃ واکمل الثناء میں لکھا گیا ہے۔ اس لیے بلحاظِ تاریخ اجلال الیقین بتقدیس سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۱۳۳۷ھ) نام ہوا۔

نَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّثَبِّتَنَا عَلَی الْاِیْمَانِ وَ یَھْدِیَنَا اِلٰی سَبِیْلِ الْیَقِیْنِ وَ الْاِذْعَانِ وَ یُعِیْذَنَا مِنْ شُرُوْرِ الضَّالِّیْنَ الْمُضِلِّیْنَ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَ یُحْیِیْنَا وَ یُمِیْتَنَا عَلٰی حُبِّ مَنْ بِہٖ وُجُوْدُ الْوُجُوْدِ وَ تَکْوِیْنُ الْاَکْوَانِ ۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ وَ عَلَیْہِ ثُمَّ عَلٰی رَسُوْلِہِ التُّکْلَانُ ۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَ بَارَکَ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ

سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ وَ آلِهِ الْاَطْهَارِ وَ صَحْبِهِ الْاَخْیَارِ وَابْنِهٖ وَ حِزْبِهٖ وَ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ آمِیْنَ وَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُهٗ عَزَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَ اَحْکَمُ۔

کتبه

الفقیر عبدالباقی محمد برهان الحق الرضوی غفرله

ابن اعلیٰ حضرت مولانا العلام المفتی الشاه محمد عبدالسلام

القادری الرضوی الجبلفوری دامت برکاتهم العالیه

الجواب صحیح

فقیر عبدالسلام قادری رضوی غفرلہ

اصبت فیما اجبت

فقیر مصطفےٰ رضا القادری عفی عنہ

☆......☆......☆